40269 ـ بیوی کو اسقاط حمل پر مجبور کرنا

سوال

ایك خاوند نے بیوی کو طلاق دینے کی غرض سے دوسرے ماہ کا حمل ضائع کرنے کی کوشش کی اور اس کے لیے دوائی بھی دی لیکن حمل ضائع نہ ہوا، آیا ایسا کرنا حلال ہے یا حرام، اور اس عمل کا کفارہ کیا ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

حمل ضائع کرنا جائز نہیں چاہے حمل میں روح پڑ چکی ہو یا نہ پڑی ہو، لیکن روح پڑنے کے بعد اس کا ضائع کرنے کی حرمت تو اور بھی زیادہ شدید ہو جاتی ہے، اور اگر بیوی کو خاوند حمل ضائع کرنے کا حکم بھی دے تو بیوی کے لیے اس کی اطاعت کرنی حلال نہیں.

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اسقاط حمل کی کوشش کرنی جائز نہیں، جب تك کہ اس کی موت کا یقین نہ ہو چکا ہو، اور جب حمل کی موت کا یقین ہو چکا ہو تو پھر اسقاط حمل جائز ہے.

دیکھیں: مجموع فتاوی الشیخ ابن ابراہیم (11 / 151).

اور شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

اول:

حمل ضائع کرانا جائز نہیں، اس لیے اگر حمل ہو چکا ہو تو اس کی حفاظت اور خیال رکھنا واجب ہے، اور ماں کے لیے اس حمل کو نقصان اور ضرر دینا، اور اسے کسی بھی طرح سے تنگ کرنا حرام ہے، کیونکہ اللہ تعالی نے اس کے رحم میں یہ امانت رکھی ہے، اور اس حمل کا بھی حق اس لیے اس کے ساتھ ناروا سلوك اختیار کرنا، یا اسے نقصان اور ضرر دینا، یا اسے ضائع و تلف کرنا جائز نہیں.

اور پھر حمل کے ضائع اور اسقاط کی حرمت پر شرعی دلائل بھی دلالت کرتے ہیں:

اور آپریشن كے بغیر ولادت كوئی ایسا سبب نہیں جو اسقاط حمل كے جواز كا باعث ہو، بلكہ بہت سی عورتوں كے ہاں ولادت تو آپریشن كے ذریعہ ہی ہوتی ہے، تو اسقاط حمل كے لیے یہ عذر نہیں ہو سكتا.

دوم:

اگر اس حمل میں روح پھونكی جا چكی ہو، اور اس میں حركت ہونے كے بعد اسقاط حمل كیا جائے اور بچہ مر جائے تو یہ ایك جان كو قتل كرنا شمار كیا جائیگا، اور اسقاط حمل كرانے والی عورت كے ذمہ كفارہ ہو گا جو كہ یہ ہے:

ایك غلام آزاد كرنا ہے، اگر وہ غلام نہ پائے تو مسلسل دو ماہ كے روزے ركھنا اس كی توبہ شمار ہو گی، اور یہ اس وقت ہے جب حمل چار ماہ كا ہو چكا ہو، كیونكہ اس میں اس وقت روح پھونكی جا چكی ہوتی ہے، اس لیے اگر اس مدت كے بعد اسقاط حمل كرائے تو اس پر كفارہ لازم آئیگا، جیسا كہ ہم نے بیان كیا ہے، اور یہ معاملہ بہت عظیم ہے اس میں تساہل اور سستی كرنی جائز نہیں.

اور اگر بیماری كی بنا پر وہ حمل برداشت نہیں كر سكتی تو وہ حمل سے قبل ہی مانع حمل ادویات كا استعمال كرے، مثلا وہ ایسی گولیاں استعمال كر لے جو كچھ مدت تك حمل كے لیے مانع ہوتی ہیں، تا كہ اس عرصہ كے دوران اس كی صحت اور قوت بحال ہو جائے.

دیكھیں: المنتقى (5 / 301 - 302) اختصار كے ساتھ.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال كیا گیا:

ایك شخص نے اپنی بیوی كو كہا: اپنا حمل گرا دو اس كا گناہ میرے ذمہ، تو اگر وہ اس كی بات سن كر اس پر عمل كر لے تو ان دونوں پر كیا كفارہ واجب ہو گا ؟

شیخ رحمہ اللہ كا جواب تھا:

اگر بیوی ایسا كر لے تو ان دونوں پر كفارہ یہ ہے كہ وہ ایك مومن غلام آزاد كریں، اور اگر غلام نہ ملے تو دو ماہ كے مسلسل روزے ركھیں، اور ان دونوں كے ذمہ اس كے وارثوں كو ایك غلام یا لونڈی كی دیت دینا ہو گی جس نے اسے قتل نہ كیا ہو، باپ كو نہیں، كیونكہ باپ نے تو قتل كرنے كا حكم دیا ہے، اس لیے وہ كسی بھی چیز كا مستحق نہیں. اھـ

اور ان كی یہ عبارت:

" غرة عبد او امة "

یہ ایك غلام یا لونڈی کی قیمت کی شکل میں بچے کی دیت ہے، اور اس کا اندازہ ماں کی دیت کے عشر کے مطابق علماء کرام لگائینگے.

اسقاط حمل کا حکم کئی ایك جوابات میں بیان ہو چکا ہے جن میں سے چند ایك جواب دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (13317) اور (42321) اور (12733) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

اور رہا اس کا کفارہ تو اس لیے کہ ابھی حمل دوسرے ماہ میں تھا یعنی اس میں ابھی روح نہیں پھونکی گئی تھی، اور یہ حمل ساقط بھی نہیں ہوا تو اس سے کفارہ واجب نہیں ہوا، بلکہ اس حرام فعل کے مرتکب ہونے کی بنا پر اسے اللہ تعالی سے توبہ و استغفار کرنی چاہیے.

واللہ اعلم .